ریاستیں کیسے تباہ ہوتی ہیں!

دوسری صدی عیسوی میں روم دنیا کی سب سے عظیم قوت بن چکی تھی۔ اس سے پہلے پورے کرہ ارض پر اتنی مستحکم' امیر اور طاقتور ایمپائر کا کوئی وجود نہیں تھا۔ رومن سلطنت کی جاہ وحشمت کا اندازہ یوں لگایئے کہ ایک زمانے میں فراعین مصر بھی انہیں خراج ادا کیا کرتے تھے۔ مصر رومن سلطنت کے صرف ایک صوبے تک محدود تھا۔ اس سلطنت کا رقبہ پچاس لاکھ مربع کلومیٹر تھا۔ یہ افریقہ' ایشیا اور مغربی یورپ کے وسیع ترین علاقے پر مشتمل تھی۔ دنیا کی بیس فیصد آبادی اسی سلطنت کا حصہ تھی۔ بحیرہ روم پر ان کے بحری بیڑوں کی مکمل گرفت تھی۔ اس عہد کے زمینی اور آبی تجارتی راستوں پر رومن بحریہ کا کنٹرول تھا۔ زراعت' کان کنی' ہتھیار سازی، مصنوعات سازی اور تجارت اس قوم پر ختم تھی۔ یہ ناقابل یقین حد تک مضبوط سلطنت پانچ سو برس تک قائم رہی، اس کے بعد اس کا نام ونشان تک ختم ہوگیا۔ تاریخ دانوں اور محققین کے لئے یہ حیرت کی بات تھی کہ یہ سلطنت کیسے زمین بوس ہوئی اور اس کا وجود تک ختم ہوگیا۔ ایون اینڈریوز (Evan Andrews) نے گہری تحقیق کے بعد' اس سلطنت کی بربادی کی آٹھ وجوہات درج کی ہیں۔

پہلا نکتہ تو یہ کہ' مشرقی یورپ کے انتہائی جنگجو مسلح قبائل نے رومن فوج کو کبھی چین سے بیٹھنے نہ دیا۔ ان حملہ آوروں کو Germanic قبائل کا نام دیا جاتا ہے، یہ کوئی منظّم فوج نہیں تھی۔ بلکہ یہ ہزاروں جنگجوؤں پر مشتمل مسلح جتھے تھے' جن کا مقصد لوٹ مار، قتل وغارت اور رومن سلطنت کو ہر طریقے سے نقصان پہنچانا تھا۔ یہ جنونی اور وحشی قبائل رفتہ رفتہ اتنے طاقتور اور نڈر ہو گئے تھے کہ سن 410 میں ان کے ایک قبائلی سردار King Alaric نے روم پر حملہ کر دیا۔ اس عظیم شہر کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ بالکل اسی طرح ایک قبائلی سردار Odoacer نے نہ صرف روم پر قبضہ کرلیا۔ بلکہ اس وقت کے رومن بادشاہ رومولس اگستلولس کو معزول کر دیا۔ مطلب یہ کہ ریاست کی طاقت کمزور ہوگئی اور دہشت گرد مضبوط تر ہوتے گئے۔

بیرونی دشمنوں کے علاوہ روم کا معاشی بحران' اس کے زوال کی دوسری وجہ بن گئی۔ حکومت قائم رکھنے اور چلانے کے لئے جس سرمایہ کی ضرورت تھی، وہ کم ہوتا جا رہا تھا۔ بادشاہ کا خزانہ تو شائد بڑھتا جا رہا تھا۔ مگر رعایا کے لئے خرچ کرنے کی حکومتی استطاعت کم سے کم ہوتی جا رہی تھی۔ اس کا مداوا بالکل اس طرح کیا گیا' جس طرح آئی ایم ایف ہمارے جیسے کمزور ملکوں کو ترقیاتی پروگرام دیتا ہے۔ رعایا پر ٹیکس بڑھایا جاتا رہا۔ مہنگائی بڑھتی رہی۔ یعنی وہی کام کیا جو ہماری اشرافیہ مسلسل کرتی چلی آ رہی ہے۔ تاجر اشیاء خورونوش کی مونہہ مانگی قیمت وصول کیا کرتے تھے، حکومتی عمال ٹیکس وصول کرنے میں ظالمانہ ہتھکنڈے استعمال کرتے تھے۔ کچھ عرصے کے بعد تو یہ ہونے لگا کہ امیر طبقوں نے روم کے باہر جاگیریں خرید کر وہاں رہنا شروع کر دیا تاکہ ان کے اثاثوں پر ٹیکس نہ لگے اور سارا بوجھ رعایا پر منتقل ہو جائے۔ یعنی ایک دم توڑتی ہوئی معیشت کو رومن اشرافیہ مزید تباہی کی طرف کامیابی سے لے گئی۔ ایون کے مطابق سلطنت ختم ہونے کی ایک اور وجہ' دفاعی ضروریات کا حد درجہ مہیب پھیلاؤ تھا۔ دفاعی دائرہ بحراوقیانوس سے لے کر دریائے فرات تک تھا۔ اتنی بڑی سلطنت کو منظّم رکھنے کے لئے اخراجات کی کوئی حد ہی نہیں تھی۔ رومیوں نے اپنے پورے علاقے میں بہترین سڑکوں کا جال بچھا رکھا تھا۔ اس کے باوجود سلطنت پر چھوٹے چھوٹے گروہوں کے حملوں اور مقامی بغاوتوں نے عسکری اخراجات کو اتنا بڑھا دیا تھا، جنہیں پورا کرنا مشکل سے مشکل تر ہوتا جا رہا تھا۔ ایک رومی بادشاہ Haidrian نے اپنی سلطنت کے کچھ حصوں میں سرحدی دیواریں بنانی شروع کر دی تھیں۔ مگر اس سے اخراجات مزید بڑھ گئے۔

اگلا نکتہ حد درجہ اہم ہے۔ حکومت میں کرپشن اس قدر بڑھ چکی تھی کہ اشرافیہ امیر سے امیر تر ہوتی چلی گئی اور رعایا جانور کی سطح پر پہنچ گئی۔ رشوت دیئے بغیر جائز کام بھی نہیں ہوتا تھا۔ رومن بادشاہ، درباری اشرافیہ اور شاہی عمال کرپٹ اور دروغ گو تھے۔ بلکہ حد درجہ نااہل اور کند ذہن بھی تھے۔ ان کا مطمح نظر صرف اور صرف دولت اکٹھی کرنا اور عیاشی کرنا تھا۔ جس کے لئے ہر حربہ استعمال کیا جاتا تھا۔ کبھی بادشاہ کا کوئی دوست تاجر مصر سے آنے والے غلے ذاتی گوداموں میں ذخیرہ کر لیتا تھا، پھر رعایا کو مہنگے داموں فروخت کرتا تھا۔ بادشاہ تحائف کی آڑ میں رشوت وصول کرنا اپنا فرض سمجھتا تھا۔ پارلیمنٹ یعنی سینٹ میں کرپٹ امراء اکٹھے ہو چکے تھے۔ جو دونوں ہاتھوں سے دولت ذاتی خزانوں میں بھرتے تھے۔ سیاسی عدم استحکام بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ پچھتر برس میں بیس بادشاہ آئے یا لائے گئے۔ نیا شہنشاہ لانے کا طریقہ پرانے بادشاہ کا قتل تھا۔ کیا آپ یقین فرمائیں گے کہ Praetorian Gaurds وہ معتمد خاص تھے جو بادشاہ کی حفاظت پر مامور ہوتے تھے۔ یہ بادشاہ کو قتل کرنے کا معاوضہ وصول کرتے تھے۔ بلکہ ایک مرتبہ تو ان محافظوں نے بادشاہ کی مسند پر بیٹھنے کو ہی نیلام کر ڈالا تھا۔ یعنی جو بھی انہیں زیادہ پیسے دے گا، اسے روم کا بادشاہ بنا دیا جائے گا۔ کرپشن اور نااہلی نے روم جیسی عظیم سلطنت کا شیرازہ بکھیر دیا۔ اور وہ تاریخ کے کوڑے دان میں پہنچ گئی۔ اگلی بات بھی بہت اہم ہے۔ رومن بادشاہ نے Visigoth قبیلہ کو اپنی سلطنت میں رہنے کی اجازت دے دی۔ یہ افرادی قوت' روم کے اندر رہتی تھی۔ مگر وہ اندرونی دشمن بن چکی تھی۔ لہٰذا اس اندرونی قوت نے رومیوں کو ناکوں چنے چبوا دیئے۔ اس قبیلہ نے رومی فوج کو تاراج کر ڈالا' اور رومی بادشاہ Valens کو قتل کر دیا۔ ایک وجہ حد درجہ نازک نکتہ ہے۔ قبل مسیح کے رومن بادشاہ کو خدا کا اوتار کہا جاتا تھا۔ جب سلطنت میں عیسائیت غالب ہوگئی تو بادشاہ کی دیومالائی حیثیت ختم ہوگئی جو درست بات تھی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مذہبی فکر سیاست میں داخل ہوگئی، کلیساء نے بادشاہ کے اختیارات میں مداخلت شروع کر دی۔ Edward Gibben جو ایک نامور تاریخ دان تھا۔ اس کے مطابق طاقت کے متعدد مراکز بن گئے۔ جس میں بادشاہ صرف ایک فریق رہ گیا۔ پوپ دینی اور دنیاوی طاقت کا مرکز بنتا چلا گیا اور اس نے مذہب کا لبادہ پہن کر حکومت پر قبضہ کرلیا۔ یہ قبضہ روم کو صدیوں کی تاریکی میں لے گیا۔ آخری وجہ' رومی فوج کا شیرازہ بکھرنا تھا۔

ایون اینڈریوز نے جو آٹھ وجوہات درج کی ہیں۔ ان پر اختلاف رائے ہوسکتا ہے مگر انہیں مکمل طور پر رد نہیں کیا جا سکتا۔ جو ادنیٰ معاملات' رومن ایمپائر کو کھا گئے، وہ ہر سلطنت' ملک اور ریاست کے لئے آج بھی زہر قاتل ہیں۔ ناکام اور کامیاب حکومتوں میں کیا فرق ہوتا ہے؟ کامیاب ریاست وہی ہے، جس میں وہ علتیں نہ ہوں جو اینڈریو نے ڈنکے کی چوٹ پر بیان کی ہیں۔ آپ امریکہ' یوکے' فرانس' جرمنی اور دیگر ترقی یافتہ ممالک کو دیکھ لیں، انہوں نے اپنے قائدین پر کڑی سختی کر رکھی ہے۔ وہ اپنی مرضی سے ایک دھیلہ بھی خرچ نہیں کر سکتے۔ ترقی یافتہ ممالک وسائل کی اکثریت کو اپنی رعایا کی فلاح و بہبود کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ تعلیم' صحت' پینے کے پانی' ماحولیاتی آلودگی اور روزگار پر توجہ دیتے ہیں۔ معاشرے میں طاقتور اور عام آدمی کے لئے یکساں انصاف' قانون کی حکمرانی اور مساوات کی ترویج کرتے ہیں۔ عدالتوں کو مکمل طور پر غیر جانبدار بناتے ہیں۔ بیوروکریسی کے اختیارات چیک اینڈ بیلنس کے اصول پر تقسیم ہوتے ہیں، اس کے بعد وہ ترقی یافتہ قوموں کی صف میں شامل ہوتے ہیں۔ مگر ہمارے جیسے ادنیٰ ملک' اپنی کمزوریوں کو چھپاتے چھپاتے ہر چیز کو برباد کرتے چلے جاتے ہیں اور پھر واپسی کا کوئی راستہ نہیں رہتا!